رسائل و مسائل

ایک غلط کاروباری اسکیم

سوال :- ہمارے علاقے میں ان دنوں ایک اسکیم کا بڑا چرچا ہے۔ بنیادی طور پر یہاں متعارف کرانے والوں نے اسے امداد باہمی کی اسکیم کے طور پر پیش کیا۔ ابتدائی طور پر اس کا ممبر بننے کے لیے ۵۰/- روپے کے لگ بھگ رقم خرچ کرنی پڑتی ہے اور ممبر بن جانے کے بعد کوئی ممبر یہ رقم وصول کرنا چاہے تو حاصل شدہ تین کوپن فروخت کر دیتا ہے۔

یہاں اس اسکیم سے وابستہ افراد میں سے زیادہ کا تعلق کم آمدنی والے ملازمین سے ہے، جن کے بارے میں یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ وہ طرح طرح کی معاشی اُلجھنوں میں مبتلا ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ اس قسم کی اور بھی کئی سکیمیں مختلف ناموں سے چل رہی ہیں۔ بعض افراد کو اس کا ممبر بن جانے کے بعد رقم بھی وصول ہوتی ہے یا ہو رہی ہے۔ اس صورتِ حال سے ایسی سکیموں کے مقبول ہونے کے امکانات پائے جاتے ہیں۔

لیکن ایک احساس بعض افراد کے ذہن میں (جو ابتدا میں اس کے ممبر بن گئے ہیں، یا شامل ہونے کی فکر میں ہیں)، بار بار چٹکیاں لیتا ہے۔ اور کچھ سوالات اُبھرتے ہیں جن کو اس طرح ترتیب دیا جا سکتا ہے۔

۱- اس طرح سے حاصل ہونے والی آمدنی کی شرعاً کیا حیثیت ہوگی؟

۲- (ا) غیر اسلامی نظام میں جہاں ملک کی مالیات کا زیادہ تر دارومدار سود پر ہو وہاں

تنخواہ اور الاؤنسز وغیرہ سے حاصل ہونے والی آمدن جائز ہو گی اور اگر جائز ہو تو:

ب - کیا ایک آدمی اپنی آمدنی میں کچھ اضافے کے لیے مذکورہ بالا قسم کی اسکیموں میں شامل ہو سکتا ہے۔

۲ - اگر اس قسم کی آمدنی جائز نہیں تو وہ شخص جسے اس ذریعے سے کچھ رقم وصول ہوئی ہو یا ہونے کی توقع ہے۔ وہ اس رقم کے ساتھ کیا کرے۔

نوٹ: آپ کی معلومات کے لیے سکیم والوں کی طرف سے شائع کردہ پمفلٹ ساتھ بھیجا جا رہا ہے۔

جواب: جس اسکیم کا آپ نے حوالہ دیا ہے اور لٹریچر بھیجا ہے وہ اسکیم اپنی بنیادوں کے لحاظ سے بالکل غلط ہے۔ اس کی وجوہ حسب ذیل ہیں:

۱ - کچھ لوگ اپنے لیے کمائی کرنے کا ایک وسیع نقشہ بناتے ہیں اور اس میں تھوڑی سی گنجائش مفاد کی رکھ کر بے شمار لوگوں کو اپنی اسکیم کا ایجنٹ یا کارکن بنا لیتے ہیں اور آخر میں جا کر اصل بڑا فائدہ خود انہی کو ملتا ہے اور بقیہ لوگوں میں سے کچھ تعداد فائدہ اُٹھاتی ہے اور کچھ نقصان کا شکار ہو جاتی ہے۔

۲ - کوئی بھی اسکیم یا سرگرمی جس سے معاشرے کی کوئی حقیقی خدمت انجام نہ پاتی ہو بلکہ جس کا مقصد روپے کو محض اِدھر سے اُدھر کرنا ہو وہ اسلامی نقطۂ نظر سے نہایت مجہول اور لایعنی اسکیم ہے۔

۳ - کسی آدمی کو کسی دوسرے سے کوئی رقم بغیر اس بات کے نہیں لینی چاہیے کہ کام کر کے یا کوئی خدمت انجام دے کر کوئی صلہ لیا جائے یا کسی دوست کا کوئی ہدیہ قبول کیا جائے۔ بقیہ تمام صورتوں میں دوسروں کے مال حاصل کرنا صاف ستھرا معاملہ نہیں ہو سکتا۔

۴ - ٹوکن خریدنے والا ہر آدمی اس پر مجبور ہوتا ہے کہ قریبی رشتہ داروں اور دوستوں کو اپنے اثر و رسوخ اور منت سماجت سے مجبور کرے کہ وہ اس سے کوپن خریدیں۔ اپنے دوستوں اور عزیزوں کو چھوٹے سے مفاد کی خاطر اس قسم کے چکر میں ڈالنا اخلاقی سطح سے گری ہوئی بات ہے اور پھر یہی سلسلہ آگے چلتا ہے اور وہ لوگ اپنے عزیزوں اور دوستوں کو گھیر گھار کر اس میں شریک کرتے ہیں۔ یہ سارا سلسلہ بڑا مکروہ ہے۔

۵ - چلتے چلتے یہ سلسلہ آخر کار اُن ہزاروں افراد تک جا کر رُکتا ہے جو کوپن خرید تو لیتے ہیں لیکن بیچ نہیں سکتے اور ان کو خسارا اُٹھانا پڑتا ہے۔ جیسا کہ آپ کے فراہم کردہ لٹریچر میں لکھا ہے کہ حاصل کردہ

تین عدد کوپن فروخت نہ ہونے کی صورت میں ممبر کو -/۴۵ روپے کا نقصان ہو سکتا ہے۔"

اس کے معنی یہ ہیں کہ کچھ لوگ تو فائدہ اٹھا لے گئے اور کچھ لوگوں کے سر نقصان لد گیا۔ ایسی تمام اسکیموں کا ہمیشہ یہی انجام ہوتا ہے۔

ان وجوہ سے میں اپنی پختہ رائے یہ رکھتا ہوں کہ کسی خدا پرست راست باز اور انسان دوست آدمی کو اس ہوسناکی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔ جو ایسی اسکیموں کے پیچھے کام کر رہی ہوتی ہے۔

(نسے رحی)

ضمیمۂ رسائل و مسائل :-

ہمارے مہربان

مسعودی عرب سے دو خط موصول ہوئے ہیں جن کا مفاد یہ ہے کہ "ترجمان القرآن" "ترجمان بائبل" بن گیا ہے، کیونکہ اس میں "کتاب مقدس کا کورس" پر ۳ سطری تعارف لکھا گیا ہے۔

قصہ یاد آگیا ہے کہ ایک خوشنویس قرآن شریف لکھنے بیٹھے تو خیال کیا کہ ایسی پاک کتاب میں شیطان اور خنزیر کا ذکر ناقابلِ برداشت ہے، لہٰذا انہوں نے کتابت کرانے والے صاحب کے والد محترم اور دادا حضور کے نام ایسے تمام مقامات پر لکھ دیئے۔ کتابت کرانے والے صاحب سر پیٹ کر رہ گئے۔

ہم نے عیسائیوں کے کورس کا تعارف اس لیے لکھا تھا کہ مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ کس طرح بذریعہ خط و کتابت ان کے ہاں تعلیم بائبل اور تبلیغِ عیسائیت کی مساعی شروع ہو گئی ہیں۔ ہماری اس خدمت کا جواب وہ ہے جو اوپر دیا گیا ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار